© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نظرات

افسوس ہے ہماری بزم احباب کی ایک شمع دل فروز اٹھ گئی یعنی مولانا یعقوب الرحمٰن صاحب عثمانی نے ۵۴ سال کی عمر میں ۱۰ ارفروری کو اپنے وطن دیوبند میں انتقال کیا مرحوم دیوبند کے عثمانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور اس تقریب سے مولانا مفتی عزیز الرحمٰن اور حضرت الاستاذ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہما کے بھتیجے تھے ذہانت وفطانت ان کا خاندانی ورثہ اور علم وادب کے ساتھ لگاؤ ان کا آبائی ترکہ تھا اسلامی علوم وفنون کی تکمیل دارالعلوم دیوبند میں کی اور ہمیشہ اپنی جماعت میں ممتاز رہے فراغت کے بعد دو ایک سال یہیں معین المدرس رہے اور پھر حیدر آباد دکن چلے گئے جہاں پہلے عرصہ تک ورنگل کالج میں پروفیسر رہے اور اس کے بعد جامعہ عثمانیہ میں شعبۂ دینیات کے استاذ ہوگئے آخر ایک سال ہوا کہ یہیں سے پنشن لے کر وطن مالوف میں آ بسے عمائد دارالعلوم دیوبند نے مرحوم کی اہلیتوں اور صلاحیتوں کے پیش نظر ان کو جمعیۃ طلبائے دارالعلوم کا نگراں کار مقرر کر دیا۔ اس عہدہ پر کام کرتے ہوئے ابھی چند ماہ ہی ہوتے تھے کہ اجل کا پیام آپہنچا

---

قدرت نے مرحوم کو گوناگوں صلاحیتوں اور قابلیتوں سے نوازا تھا حسن تقریر وخطابت کا جوہر ان میں فطری تھا اور طالب علمی کے دور میں بھی مسلسل مشق وتمرین کے ذریعہ انھوں نے اس میں اتنا کمال پیدا کر لیا تھا کہ تحریک خلافت کے سلسلہ میں ملک کے مختلف گوشوں میں جو جلسے ہوتے تھے ان میں دارالعلوم دیوبند کے نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کرتے اور حاضرین سے حسن خطابت کی داد لیتے تھے اردو میں شعر بھی کہتے ... وتالیف کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ نئی معلومات کو خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کرنے کا بہت ... علامہ اقبال کے والہ وشیدا تھے اور حیدر آباد کے زمانۂ قیام میں بعض خاص خاص ارباب ذوق ... طلباء کو باقاعدہ اس کا درس بھی دیتے تھے ان سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن مجید کے ساتھ مرحوم کو بڑا شغف تھا۔ مختلف تفسیریں ہمیشہ ان کے مطالعہ میں رہتی تھیں اور خود بھی اکثر قرآنی حقائق پر غور وفکر کرتے



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اور ان کا مذاکرہ رکھتے تھے ! اسی شغف کا نتیجہ تھا کہ فرائض ملازمت کے علاوہ پرائیویٹ طریقہ سے محلہ کی مسجد میں قرآن مجید کا درس دیتے تھے دیوبند آنے کے بعد ان کی صحت بہت مضمحل ہو گئی تھی لیکن یہاں بھی پابندی اور بڑے ذوق و شوق کے ساتھ انھوں نے اس مشغلۂ مقدسہ کو جاری رکھا درس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ محلہ اور آس پاس کے مسلمان مرد اور عورتیں بڑے اہتمام کے ساتھ شریک ہوتے اور فیض حاصل کرتے تھے ۔ غالباً ان کا پروگرام قرآن مجید کی ایک مکمل تفسیر لکھنے کا بھی تھا اور اس کے لئے انھوں نے دیوبند میں ایک مستقل ادارہ قایم بھی کیا تھا اور اس سلسلہ میں فیض الرحمٰن کے نام سے ایک کتاب شائع بھی کر چکے تھے ۔ جس پر مختلف اخبارات اور رسائل میں بہت اچھا اظہار رائے کیا گیا ہے

---

اخلاق و عادات کے لحاظ سے وہ ایک گل سدا بہار تھے اخلاص و وفا کا پیکر اور محبت و مروت کی تصویر تھے دوستوں کی محفل کی رونق اور چشم آشناؤں کی بزم کی زینت تھے سانولا سلونا رنگ متوسط قد و قامت ۔ بڑی بڑی اور خمار آگیں آنکھیں ۔ خندہ جبیں و لعل شکریں جس سے جو تعلق اور ربط تھا اسے دم کے ساتھ نباہتے تھے باتیں کرتے تو پھول جھڑتے تھے کسی مسئلہ پر تقریر کرتے تو موتی بکھرتے تھے ہر بات میں ایک آن اور ہر آن میں ایک نئی شان تھی مزاج میں لطافت اور طبیعت میں نفاست پسندی تھی ۔ خوش خلق و خوش لباس تھے معاشی زندگی کے امروز میں فکر فردا سے بے نیاز رہتے تھے اور اس اعتبار سے وہ ہو بہو اس شعر کے مصداق تھے ۔

غم زندگی - رم زندگی - سم زندگی - دم زندگی
غم رم نہ کر سم غم نہ کھا کہ یہی ہے شان قلندری !!

اور یہی وجہ ہے کہ عمر بھر متوسط درجہ کی خوشحال زندگی بسر کرنے کے باوجود اب وہ دنیا سے رخصت ہوئے ہیں تو اس طرح کہ ان کی بیوہ اور ان کے بچوں کے لئے بہ ظاہر کوئی وسیلۂ معاش نہیں ہے حق تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں صلحا و ابرار کا مقام جلیل عطا فرمائے اور اپنی شان کریمی و رحیمی کے طفیل پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق اور ان کی مشکلات کو آسان فرمائے ۔ آمین !



© rasailojaraid.com